(۴۱)

(۱) قادیان کے غیر احمدیوں، ہندوؤں اور سکھوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔
(۲) قادیان ہجرت کر کے آنے سے قبل اجازت لینی چاہئے۔
(۳) احمدی نوجوانوں سے وقفِ زندگی کا مطالبہ۔

(فرمودہ ۱۶ ؍دسمبر ۱۹۳۸ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

(۱)

"بعض ہمارے دوست اس بات کے شاکی رہتے ہیں کہ بعض دفعہ مَیں اپنی تقریروں یا خطبات میں بعض ایسی باتیں کہہ جاتا ہوں جن سے بعض دفعہ مخالف لوگ فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ مَیں ان دوستوں کے نقطۂ نگاہ کی بھی قدر کرتا ہوں لیکن اصلاح کے کام میں بعض دفعہ ایسی باتیں کہنی ضروری ہوتی ہیں خواہ دُشمن اُن پر خوش ہی کیوں نہ ہو۔ ہم نے جو اخلاقی معیار دُنیا کے سامنے پیش کرنا ہے اس کی بنیاد ہمیں آج سے ہی رکھنی ہوگی اور جب تک ہم اس کی بنیاد

نہیں رکھیں گے اُس وقت تک اس پر عمارت بھی کھڑی نہیں کی جاسکے گی۔

اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ موجودہ زمانہ میں جیسا کہ بڑھنے والی قوموں کی مخالفت ہؤا کرتی ہے ہماری بھی مخالفت ہے اوراس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ ہم دُنیا کی بہتری کا خواہ کوئی کام کریں معترض ہم پر اعتراض کرتے چلے جائیں گے اور ہم پر الزام لگانے والے الزام لگاتے ہی رہیں گے اور ہم اس بات پر مجبور ہیں کہ ان فضول اور لغو اعتراضات کی پرواہ نہ کریں جو حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ تعصب حسد یا ضِد کی وجہ سے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ ہمیں اپنے اخلاق اور اپنے معاملات ہر وقت درست رکھنے چاہئیں۔ یہ ایک طبعی بات ہے کہ جب کسی قوم پر ناجائز اعتراضات ہوتے ہوں تو بعض دفعہ آہستہ آہستہ اس کے اندر یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے کہ دُشمن کے اعتراض کو وہ ہمیشہ ہی بے قدری کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتی ہے جبکہ اس کے بعض اعتراض صحیح اور درست بھی ہوتے ہیں۔ انسان کے اندر خدا تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے کہ جو چیز کثرت سے اس پر وارد ہو اس کا وہ عادی ہو جاتا ہے اور چونکہ اس پر کثرت سے دُشمنوں کی طرف سے ناواجب اعتراضات ہوتے ہیں اس لئے وہ قوم ایسی عادی ہو جاتی ہے کہ صحیح اعتراض کی طرف بھی اُس کی پوری توجہ نہیں ہوتی۔

اِن دنوں قادیان میں ایک سوال ایسا پیش ہے کہ جس سوال کی اہمیت ایک حد تک مَیں خود بھی تسلیم کرتا ہوں اور دیر سے اس کو تسلیم کرتا چلا آیا ہوں لیکن وہ سوال ایسا سُلجھا ہؤا نہیں ہے جیسا کہ اس کو سمجھا جاتا ہے بلکہ وہ ایک پیچیدہ سوال ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے بعض غلطیوں نے اس میں اور زیادہ پیچیدگی پیدا کر دی ہے اور وہ سوال قادیان کی ٹاؤن کمیٹی کا ہے۔ جو دوست میرے ساتھ کام کر رہے ہیں وہ جانتے ہیں کہ مَیں قریباً آٹھ دس سال سے یہ سوال اُٹھا رہا ہوں کہ قادیان میں ہندوؤں کی نمائندگی موجود ہے، سکھوں کی نمائندگی موجود ہے لیکن غیر احمدی عنصر جو اِن دونوں سے زیادہ ہے اس کی نمائندگی موجود نہیں اور یہ کہ صحیح طریق کار چلانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی نمائندگی بھی ہو لیکن گورنمنٹ نے جس رنگ میں یہاں وارڈ بنائے ہیں اس کے ماتحت ایک کثیر اکثریت کو قانونی جبر کے ساتھ ایسے حالات میں رکھ دیا گیا ہے کہ یا تو وہ اپنی اکثریت سے فائدہ نہ اُٹھا سکے اور یا پھر اقلّیت میں تبدیل ہو جائے۔ چنانچہ قادیان جیسی

جگہ میں جہاں کی آبادی اپنے ساتھ خاص نوعیت رکھتی ہے کُل چھ وارڈ بنائے گئے ہیں جن میں سے چار شہر میں رکھ دیئے گئے ہیں جس کی آبادی باہر کی آبادی کے مقابلہ میں کم ہے۔ مردم شماری کے رو سے شہر کی آبادی تین ہزار کے قریب ہے لیکن قادیان کی کل آبادی دس ہزار کے قریب ہے۔ تو تین ہزار یا اب وہ ترقی کر کے اور مہمانخانہ وغیرہ ڈال کر ساڑھے تین ہزار ہوگی۔ بہر حال وہ کل آبادی کے نصف سے بھی کم ہے۔ اس کے تو گورنمنٹ نے چار بلکہ شاید پانچ وارڈ بنا دیئے ہیں لیکن بیرونی آبادی کے لئے دو یا تین وارڈ رکھے ہیں۔ حالانکہ احمدی آبادی قدرتی طور پر باہر زیادہ بڑھ رہی ہے کیونکہ اب زیادہ تر ایسے لوگ آتے ہیں جو زیادہ آسودہ حال اور تعلیم یافتہ ہوتے ہیں اور وہ شہر سے باہر کھلی ہوا میں اپنے مکان بنانے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ کی اپنی مردم شماری کے رو سے قادیان میں احمدی ۷۵ فیصدی سے زیادہ ہیں۔ اب ۷۵ فیصدی کے لحاظ سے اگر آٹھ ممبریاں ہوں تو چھ ممبریاں احمدیوں کو ملنی چاہئیں اور دو ممبریاں دوسری قوموں کو ملنی چاہئیں لیکن ممبریاں ہیں سات جن میں سے پانچ احمدیوں کے پاس ہیں اور دو غیروں کے پاس۔ ان دو میں سے ایک ممبر ایسی آبادی کی طرف سے جو ڈیڑھ دو سو کی تعداد رکھتی ہے باقاعدہ طور پر نامزد ہوتا چلا آرہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک دوسری جماعت جن کے ساتھ آٹھ سو آدمی ہیں ان کو گورنمنٹ ہمیشہ نظر انداز کرتی چلی آئی ہے۔ اِدھر اکثریت قدرتی طور پر یہ جدوجہد کرتی ہے کہ وہ اپنے حقوق کو پورے طور پر حاصل کرے اور کسی لحاظ سے اسے نقصان نہ رہے اور آخر ۷۵ فیصدی آبادی رکھنے والے کب یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ انہیں پچاس یا چالیس فیصدی بنا دیا جائے مگر جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اس میں مُشکلات گورنمنٹ کی طرف سے ہیں۔ اگر وہ زیادہ وارڈ بناتی اور صحیح طور پر بناتی تو یقیناً یہ دقّت پیش نہ آتی اور جیسا کہ میرے ساتھ کام کرنے والے واقف ہیں مَیں موجودہ حالات میں بھی کہتا رہتا ہوں کہ ان کے لئے نمائندگی کی کوئی نہ کوئی صورت ہونی چاہئے۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ اگر ان کی نمائندگی کی کوئی صورت پیدا کی جائے تو ۷۵ فیصدی آبادی کے حقوق تلف ہو جائیں گے اور میرے نزدیک یہ بات بھی ایسی ہے جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ پس جب تک گورنمنٹ پر زور دے کر اس نقص کی اصلاح نہ کرالی جائے اُس وقت تک

میرے نزدیک کم سے کم یہ ضرور ہونا چاہئے کہ وہ لوگ جن کی کمیٹی میں نمائندگی نہ ہو اُن کے حقوق پورے طور پر ادا کئے جائیں۔

ابھی جبکہ مَیں جمعہ کے لئے آنے والا تھا مجھے رپورٹ ملی ہے کہ یہاں ڈیفنس کمیٹی کے نام سے ایک جلسہ ہؤا ہے اس میں بہت کچھ جھوٹ بولے گئے ہیں لیکن بعض باتیں ایسی ہیں جو میرے نزدیک قابلِ توجہ ہیں اور مَیں عام طور پر اس کا اظہار اس لئے کر رہا ہوں تا جماعت کی عام رائے کی اصلاح کروں ورنہ میرے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ مَیں ٹاؤن کمیٹی کے ممبروں کو اس طرف توجہ دلا دیتا۔ مجھے معلوم ہؤا ہے کہ لوگوں میں یہ شکایت ہے کہ وہ محلّے جو شہروں کی قدیم آبادی کے ہیں ان میں روشنی اور صفائی کا پورا انتظام نہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو یہ مطالبات نہ صرف ان کے ہیں بلکہ مَیں بھی اپنے آپ کو ان مطالبات میں شریک سمجھوں گا۔ یہ قطعی طور پر دیانتداری کے خلاف ہے کہ ہم کوئی ایسا کام کریں جس میں کسی فریق کے حقوق کو نظر انداز کر دیا جائے۔ مَیں مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا اور مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت کے دوستوں کا یہ حق ہے کہ اگر وہ دیکھیں کہ ان کے جماعتی حقوق کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہے تو سب مل کر اس کا ازالہ کریں اور اپنے حقوق کو حاصل کرنے کی جدوجہد کریں لیکن میرے نزدیک احمدیوں کو اپنا معیار بہت بُلند رکھنا چاہئے اور انہیں ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے کہ دوسروں کے حقوق بھی تلف نہ ہوں۔ شہریوں کو یہ باتیں بالعموم سمجھانے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن قادیان چونکہ قریب زمانہ میں گاؤں تھا اس لئے مَیں دیکھتا ہوں کہ کئی دفعہ جھگڑے معمولی معمولی باتوں پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کمیٹی سڑکیں چوڑی کرنے کے لئے بعض تھَڑے گرا دے تو قدیم آبادی کے ناتعلیم یافتہ لوگ حتّٰی کہ بعض احمدی بھی مخالفت کرنے لگ جاتے ہیں۔ انہیں اُس وقت صرف یہ خیال آتا ہے کہ ہمارا تھَڑا گر جائے گا۔ یہ خیال نہیں آتا کہ اگر تھڑا نہ گرا تو گلیاں چلنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہو جائیں گی اور راستے کھلے نہ کئے گئے تو لوگوں کی صحت پر بُرا اثر پڑے گا۔ اس میں جہاں تک مجھے علم ہے غیر احمدی عنصر کی طرف سے بھی مخالفت ہوتی ہے، ہندو سِکھ عنصر کی طرف سے بھی مخالفت ہوتی ہے اور کچھ احمدی عنصر بھی اس کی مخالفت کرتا ہے اور یہ ایک نہایت ہی ناپسندیدہ فعل ہے اور ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے تعلیم یافتہ لوگ

انہیں سمجھائیں اور بتائیں کہ یہ اقدام تمہارے فائدہ کے لئے ہے، تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہیں۔
پس اگر اس قسم کے تعلقات غیروں سے رکھے جائیں اور ان کے حقوق کی ویسی ہی نگہداشت کی جائے جیسے اپنے حقوق کی کی جاتی ہے تو یقیناً نتیجہ پہلے سے بہتر ہوگا۔ مَیں مانتا ہوں کہ ہماری جماعت کی مخالفت ہے اور وہ مخالفت ایسے رنگ میں ہے کہ اب وہ اُس وقت تک مِٹ نہیں سکتی جب تک دُنیا ہماری طرف سے نا اُمید نہ ہو جائے اور اسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ اب یہ جماعت کسی صوت میں بھی مٹائے مِٹ نہیں سکتی بلکہ ہمیشہ قائم رہنے والی ہے لیکن بہرحال جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو اُس وقت تک ہم پر مخالفوں کی طرف سے ناجائز اعتراضات ہونے ضروری ہیں مگر اس وجہ سے اُن کے کسی جائز اعتراض کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مَیں جانتا ہوں کہ مخالف لوگ میرے اس خطبہ سے فائدہ اُٹھائیں گے اور وہ کہیں گے کہ جماعت احمدیہ کے امام نے اپنی جماعت کے لوگوں کو جھاڑا لیکن مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ مجھے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے اخلاق ایسے اعلیٰ ہوں کہ ہم خدا کے نزدیک بالکل بری الذّمہ ہوں اور ہم پر یہ الزام عائد نہ ہو سکے کہ ہم نے کسی کے حقوق کو تلف کر دیا۔
پس باوجود اس علم کے کہ یقیناً میری اس بات سے دُشمن ناجائز فائدہ اُٹھائے گا مَیں یہ کہنے سے رُک نہیں سکتا کہ میرے لئے یہ بات ناقابلِ برداشت ہے کہ ہمارے سپرد ایک کام کیا جائے اور ہم اِس میں کوئی جنبہ داری یا غفلت کا پہلو اختیار کریں۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے خدمتِ خلق کے لئے کھڑا کیا ہے اور یہ خدمتِ خلق ہمارے لئے ایسی ہی ضروری ہے جیسے دوسروں کے لئے۔ بلکہ چونکہ وہ ہم پر شک کرتے ہیں کہ ہم اپنی اکثریت سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں اس لئے اگر ہم اُن کا کچھ لحاظ کر دیا کریں تو یہ نہ صرف ہمارے لئے ضروری ہے بلکہ واجب ہے کہ ہم ایسا کریں۔ پس ان معاملات میں ممبران کمیٹی جس جس وارڈ کی طرف سے منتخب ہوں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے وارڈ کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ یقیناً تمام گلیوں کی پوری صفائی ہونی چاہیئے خواہ وہ گلی ہندوؤں کی ہو یا سکھوں کی ہو یا غیر احمدیوں کی ہو اور مَیں سمجھتا ہوں ایک وارڈ کی طرف سے جو ممبر بھی منتخب ہو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے وارڈ کے لوگوں کے جائز حقوق کی حفاظت کرے۔

میونسپل کمیٹیوں کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ روشنی کا معقول انتظام کریں۔ میونسپل کمیٹیوں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ گلیوں اور سڑکوں کو صاف رکھیں اور میونسپل کمیٹیوں کا فرض ہؤا کرتا ہے کہ وہ سڑکیں کھلی اور چوڑی رکھیں۔ اگر یہاں کی ٹاؤن کمیٹی کے ممبر اِن امور کی طرف توجہ نہیں کرتے تو یقیناً وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں غفلت اور کوتاہی سے کام لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اُنہوں نے جلسہ میں کہا ہے کہ آرائیوں کی جو مسجد ہے جہاں احرار کا جمعہ ہوتا ہے وہاں پوری صفائی نہیں کی جاتی اور گند پڑا رہتا ہے۔ اگر یہ بات واقعی صحیح ہے تو یہ اس وارڈ کے ممبر کی غلطی ہے کہ اس نے اپنے وارڈ کی صفائی کا خیال نہیں رکھا۔ ایسے معاملات میں ہمیں قطعاً یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ ان لوگوں کی طرف سے ہماری مخالفت کی جاتی ہے بلکہ ہمیں ان کے حقوق کی کامِل حفاظت کرنی چاہئے اور ہماری جماعت کے ممبروں کا فرض ہے کہ خواہ کسی وارڈ میں احمدی رہتے ہوں یا غیر احمدی، سب کے حقوق کا خیال رکھیں۔ روشنی کا معقول انتظام کرنا، گلیوں کی صفائی، سڑکوں کی صفائی اور اسی طرح اَور رفاہِ عام کے کام میونسپل کمیٹیوں کے فرائض میں شامل ہیں اور ممبران کا فرض ہے کہ وہ یہ دیکھتے رہیں کہ یہ حقوق سب کو ملے ہیں یا نہیں اور اگر کسی جگہ یہ حق ادا نہ کیا جا رہا ہو تو اس جگہ فوری طور پر مناسب انتظام کیا جائے تا کہ کسی کو کوئی شکوہ نہ رہے۔

باقی رہا ان کا اور ہمارا مقابلہ یا اُن کی گالیاں اور دھمکیاں۔ سو یہ ایسی چیز نہیں جس کی ہم پرواہ کریں یا جس کی وجہ سے ہم گھبرا جائیں۔ بہر حال ان کا راستہ الگ ہے اور ہمارا الگ۔ انہوں نے جب اپنے لئے یہ رستہ تجویز کیا ہؤا ہے کہ وہ ہماری مخالفت کریں تو وہ اس کے اچھے یا بُرے پہلو کو خود سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارا فرض یہی ہونا چاہئے کہ ہم ان کے مقابلہ میں اپنی حفاظت اور بچاؤ کے تمام جائز ذرائع اختیار کرتے ہوئے اپنی برتری اور اپنے حقوق کی فوقیت کو قائم رکھیں اور چونکہ ہماری یہاں تعداد زیادہ ہے، ہم یہاں کے مالک ہیں اور قادیان ہمارا ایک علمی اور مذہبی مرکز ہے اِس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قادیان کی امتیازی شان کو بھی برقرار رکھیں لیکن اس کے مقابلہ میں جو شہری حقوق ہیں وہ سب کو یکساں ملنے چاہئیں اور سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ مثلاً ہمارے مرکز کی گلیاں ہیں۔ اب مذہبی لحاظ سے چاہے یہ ہمارا مرکز ہی ہے اور چاہے ہم کتنی ہی خواہش رکھتے ہوں کہ ہمارے مرکز کی گلیاں زیادہ پاکیزہ اور

زیادہ صاف ستھری ہوں پھر بھی کمیٹی کے قانون کے لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام گلیوں کا یکساں خیال رکھیں۔ خواہ وہ گلیاں احمدیوں کے محلّہ کی ہوں یا ہندوؤں اور سکھوں کے محلّہ کی۔ ہاں اگر مذہبی مرکز ہونے کے لحاظ سے ہم اپنی گلیوں کو عام گلیوں سے زیادہ مصفّٰی اور زیادہ اعلیٰ بنانا چاہیں تو ہمیں ان گلیوں کی صفائی پر اپنا ذاتی روپیہ خرچ کرنا چاہئے۔ ہمیں قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ ہم کمیٹی کا روپیہ اپنی گلیوں پر زیادہ صرف کرلیں اور اس کے فنڈ سے زیادہ حصّہ اپنے لئے لے لیں۔ دوسری جگہوں میں بے شک ایسا ہی ہوتا ہے۔ مثلاً لاہور میں جتنا روپیہ مال روڈ پر خرچ کیا جاتا ہے اتنا روپیہ دوسری سڑکوں یا عام گلیوں پر صرف نہیں کیا جاتا مگر وہ انگریزی اخلاق ہیں، اسلامی اخلاق نہیں اور ہم یقیناً اسلامی تعلیم کے ماتحت انگریزوں کے اس فعل کو بھی ناپسند کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ انہیں مال روڈ پر بھی اتنا ہی روپیہ خرچ کرنا چاہئے جتنا روپیہ وہ باقی سڑکوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح گلیوں کی صفائی پر بھی ایک جیسا خرچ ہونا چاہئے اور یہ صرف لاہور کی بات نہیں اور شہروں میں بھی یہی نظر آتا ہے کہ وہ سڑکوں اور گلیوں کی صفائی میں سب سے یکساں سلوک نہیں کرتے۔ مگر ہمیں ان باتوں میں ان کی نقل نہیں کرنی چاہئے بلکہ شہر کا روپیہ سارے شہر پر یکساں خرچ کرنا چاہئے اور اگر کوئی چیز ایسی ہو جسے جماعت کے لحاظ سے کوئی فوقیت حاصل ہو تو ہمیں یہ امر ضرور مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس کے اخراجات ہم آپ برداشت کریں۔ بجائے اس کے کہ شہر کے روپیہ کو اس پر صرف کیا جائے۔ یہ کم سے کم انصاف ہے جو لوگوں سے کیا جاسکتا ہے کہ جس جس جماعت کا جتنا روپیہ آئے اس قدر روپیہ سے اس جماعت کو فائدہ پہنچ جائے ورنہ جو زیادہ لوگ ہوں اور اکثریت میں ہوں اُن کا تو اخلاقی لحاظ سے یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے روپیہ میں سے کچھ حصّہ بچا کر غریبوں پر خرچ کیا کریں۔ کیونکہ اصل اسلامی اخلاق یہی ہیں۔ پس مَیں امید کرتا ہوں کہ مخالفت اور گالیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور ان ناجائز ذرائع کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو دُشمن ہمارے مقابلہ میں اختیار کرتا ہے صبر اور اسلامی علوِ حوصلہ سے کام لیتے ہوئے ہماری جماعت کے احمدی ممبر نہ صرف احمدی حقوق کی حفاظت کریں گے بلکہ وہ غیر احمدیوں، سکھوں اور ہندوؤں کے حقوق کی بھی حفاظت کریں گے اور جہاں کہیں انہیں نقصان پہنچ رہا ہو وہاں وہ ان کی جائز مدد سے دریغ نہیں کریں گے۔

مَیں ان سے کہتا ہوں کہ وہ زیادہ حوصلہ دکھائیں اور بہرحال ان کی رعایت رکھیں۔ کیونکہ وہ خود اکثریت میں ہیں اور دوسرے اقلّیت میں اور میرے نزدیک ٹاؤن کمیٹی کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے حلقوں کو اس طرح تبدیل کرے کہ غیر احمدیوں کا بھی ایک نمائندہ ضرور آجائے۔ اس احساس میں مَیں خود بھی شریک ہوں مگر موجودہ حالات میں گورنمنٹ نے وارڈ ایسے رنگ میں تقسیم کر رکھے ہیں کہ احمدی باوجود اکثریت میں ہونے کے اقلّیت میں بدل سکتے ہیں اور یہ بات قطعاً برداشت نہیں کی جاسکتی۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ ہم ۷۵ فیصدی ہونے کے باوجود ۶۰ یا ۶۵ فیصدی نیابت قبول کرلیں لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم ۴۰ یا ۵۰ فیصدی نیابت قبول کرنے کے لئے تیار ہوجائیں۔

(۲)

اس کے بعد مَیں جماعت کے دوستوں کو ایک اَور امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ ہجرت کا مسئلہ ہے۔ ہجرت کے معاملہ میں ہماری جماعت سے بہت کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں حالانکہ مَیں نے ایک دفعہ پہلے بھی اس کی طرف توجّہ دلائی تھی مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نہ بیرونی جماعتیں اس کی طرف توجّہ کر رہی ہیں اور نہ قادیان کی جماعت اس کی طرف متوجّہ ہے۔ یہ مسئلہ بھی نہایت پیچیدہ ہے اور جب تک خاص غور اور فکر سے اس کی طرف توجّہ نہیں کی جائے گی اس وقت تک ہم اسے کبھی بھی حل نہیں کرسکیں گے۔ اس میں پیچیدگی یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ یہ بتایا ہے کہ قادیان ترقی کرے گا اور آپ نے خود یہ تحریر فرمایا ہے کہ وہ شخص جو قادیان آکر رہائش اختیار نہیں کرتا یا کم سے کم یہاں رہائش اختیار کرنے کی دل میں تمنّا اور خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت مجھے اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے۔ پس اس امر کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے اور ہونی چاہئے کہ وہ یہاں آکر رہائش اختیار کرے اور ہماری بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں یہاں آکر رہیں تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہو۔ کیونکہ پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی

خواہش ایک قدرتی خواہش ہے اور ہم اس خواہش میں کہ قادیان کی احمدی آبادی جلد سے جلد بڑھے کسی سے پیچھے نہیں لیکن دوسری طرف ہماری یہ خواہش بھی رہتی ہے کہ قادیان میں ایسی آبادی نہ بڑھے جو دینی لحاظ سے کمزور ہو اور ایسا نہ ہو کہ قادیان کی ترقی کے ساتھ ہی ہم پر یہ مثل صادق آجائے کہ سر منڈواتے ہی اولے پڑے اور تعداد کی ترقی کے ساتھ ہم میں اخلاقی تنزّل شروع ہو جائے۔ اب جو دشمن بعض دفعہ ہماری جماعت پر اعتراض کرتا اور شور مچانے لگ جاتا ہے اس کی زیادہ تر وجہ یہی ہے کہ قادیان میں بعض ایسے لوگ ہجرت کر کے آجاتے ہیں جو اخلاقی معیار پر پورے نہیں اُترتے۔ پہلے زمانہ میں قادیان میں مشکلات باہر سے زیادہ تھیں اور اُس وقت وہی لوگ یہاں آکر بستے تھے جو اعلیٰ اخلاق رکھتے تھے۔ دین کے لئے قربانیاں کرنے کا جذبہ اپنے دل میں رکھتے تھے اور محض خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اس کے فضل کی تلاش کے لئے وہ قادیان آکر ڈیرہ جما دیتے تھے۔ مگر اب قادیان میں احمدی آبادی کی زیادتی کی وجہ سے لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ اگر ہم ہجرت کر کے قادیان گئے تو ہماری تجارت میں ترقی ہو جائے گی یا کوئی ملازمت ہی مل جائے گی یا امداد کے لئے کوئی وظیفہ ہی مقرر ہو جائے گا۔ اس وجہ سے وہ کمزور اور بزدل لوگ جو اپنی جگہوں پر مخالفوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ ہجرت کا نام لے کر قادیان آجاتے ہیں۔

پس ان سے یہ اُمید رکھنا کہ وہ سلسلہ کے نظام کی پابندی کریں گے، احکامِ سلسلہ کی فرمانبرداری کریں گے، قربانی کے موقعوں پر قربانی اور ایثار کا شاندار نمونہ دکھائیں گے اور جماعتی کاموں میں بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ حصّہ لیں گے، بالکل غلط ہوتا ہے۔ وہ حاجتمند ہوتے ہیں، وہ طالب امداد ہوتے ہیں، وہ ایک قسم کے سائل ہوتے ہیں۔

پس ان سائلوں یا بُزدلوں اور کمزوروں کی جماعت کے بڑھنے سے ہمارے اخلاق ترقی نہیں کریں گے بلکہ تباہ ہوں گے اور جماعت کی ترقی نہیں ہوگی بلکہ تنزّل ہوگا اور اس کی شان بلند نہیں ہوگی بلکہ گرے گی۔ پس ہجرت محدود ہونی چاہئے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے ہجرت ہونی چاہئے جو سلسلہ کے لئے قربانی کرنے والے ہوں نہ وہ جو کہ سائل کی حیثیت رکھتے ہوں یا بھگوڑوں اور بزدلوں کی جماعت ہو۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ

مَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ[1] کہ جو شخص اس لئے ہجرت کرتا ہے کہ مَیں خدا اور اس کے رسول کا قُرب حاصل کروں تو اسے واقع میں خدا اور اس کے رسول کا قُرب حاصل ہو جاتا ہے مگر فرمایا مَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ[2] جو شخص اس لئے ہجرت کرتا ہے کہ مجھے کوئی دُنیاوی فائدہ پہنچ جائے یا کسی عورت سے شادی کرنے کی غرض سے وہ ہجرت کرتا ہے تو فرمایا اس کی ہجرت تو اسی کے لئے ہوگی۔ وہ عورت کا مہاجر کہلا سکتا ہے، وہ دُنیا کا مہاجر کہلا سکتا ہے، وہ تجارت کا مہاجر کہلا سکتا ہے، وہ امن کا مہاجر کہلا سکتا ہے مگر وہ خدا اور اس کے رسول کا مہاجر نہیں کہلا سکتا۔ یہ ہجرت کا فرق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے زمانہ میں ہی بیان فرما دیا تھا، آج کا ایجاد کردہ نہیں۔ پس ہمیں تو اس ہجرت کی ضرورت ہے جو خدا اور اس کے رسول کے لئے ہو اس ہجرت کی ضرورت نہیں جو دُنیوی اغراض کے ماتحت ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ اب ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے جو محض اس لئے ہجرت کا نام لے کر قادیان آ گئے ہیں کہ باہر وہ دُشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ پس وہ ڈر کر اور مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے قادیان آئے ہیں۔ اس لئے قادیان نہیں آئے کہ انہیں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہو۔ چنانچہ جب بھی ان سے پوچھا جائے کہ تم کیوں قادیان آئے ہو تو وہ یہی جواب دیں گے کہ باہر ہمارے لئے مشکلات بڑی تھیں۔ گویا وہ خدا کے لئے نہیں آئے بلکہ اپنے آپ کو امن پہنچانے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ پس وہ خدا کے مہاجر نہیں بلکہ دُنیا کے مہاجر ہیں، وہ امن کے مہاجر ہیں وہ تجارت کے مہاجر ہیں مگر انہیں خدا اور اس کے رسول کا مہاجر نہیں کہا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے قادیان میں کیوں بیٹھے ہو، باہر جاؤ اور تبلیغ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم کہاں جائیں، باہر دُشمن تو ہمیں آرام نہیں لینے دیتا۔ جس کا صاف طور پر یہی مطلب ہے کہ وہ آرام طلبی کے لئے قادیان آئے ہیں۔ حالانکہ ہجرت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاطر تکلیف اُٹھانے کے لئے آئے نہ یہ کہ اپنے آپ کو آرام پہنچانے یا دُنیوی اغراض و مقاصد میں ترقی حاصل کرنے کے لئے آ جائے اور آرام سے مہاجر بن جائے۔ اگر ان کے دل میں ہجرت کی عظمت ہوتی اور اگر انہوں نے

خدا اوراس کے رسول کے لئے ہجرت کی ہوتی تو جب بھی ان سے کہا جاتا کہ جاؤ اور باہر نکل کر اسلام پھیلاؤ تو وہ خوشی سے اُٹھ کھڑے ہوتے اور کہتے کہ الحمدللہ، ہماری ہجرت کا مقصد پورا ہوگیا۔ ہم نے خدا اوراس کے رسول کے لئے ہجرت کی تھی اور خدا نے ہم سے اپنا کام لے لیا مگر ہوتا یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے باہر جاؤ تو وہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں ہم جائیں کہاں اوراگر جائیں تو کھائیں کیا؟ پس ان کی ہجرت **إِلَى اللهِ وَإِلَى الرَّسُوْلِ** نہیں بلکہ ان کی ہجرت **إِلَى الطَّعَامِ يَا إِلَى اللِبَّاس** ہے۔ یعنی یا تو وہ کھانے پینے کے لئے قادیان آئے ہیں یا تجارت کرنے کے لئے قادیان آئے ہیں یا دشمن کے شر سے بچنے کے لئے قادیان آئے ہیں۔ دین کا کوئی حصّہ اور ہجرت کا کوئی حقیقی رنگ ان میں نہیں پایا جاتا۔ حالانکہ ہجرت ہمیشہ دین کی خدمت کے لئے ہوتی ہے، اپنے ذاتی مفاد کے حصول کے لئے نہیں ہوتی۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ مکّہ سے جو مسلمان ہجرت کرتے وہ اسی لئے ہجرت کرتے تھے کہ باہر نکل کر اسلام کو چاردانگِ عالم میں پھیلائیں گے اسی وجہ سے جب وہ مکّہ سے ہجرت کرتے تو کفار ان کا پیچھا کرتے ،انہیں پکڑ پکڑ کر واپس لاتے اوراگر کوئی نہ پکڑا جاتا تو اس کے لئے انعام مقرر کرتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے اگر یہ ہجرت کر کے چلے گئے تو اسلام پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ پھیلنا شروع ہو جائے گا اوراس کی ترقی جو پہلے صرف مکّہ تک محدود ہے اِردگرد کے علاقوں کو بھی اپنے اندر شامل کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

صحابہ جب مکہ سے ہجرت کر کے گئے تو مدینہ میں وہ روٹیاں کھانے کے لئے نہیں بیٹھ گئے بلکہ انہوں نے اسلام کی فتح کے لئے لڑائیوں میں حصّہ لیا اوراپنی جانیں خُدا اوراس کے رسول کے لئے قربان کر دیں۔

پس وہ قربانی کرنے اوراپنی جانیں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینے کے لئے ہجرت کرتے تھے۔ اس لئے ہجرت نہیں کرتے تھے کہ مدینہ جا کر انہیں آرام سے روٹی مل جائے گی اور دشمن کے حملوں سے ان کی جان بچ جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جونہی اسلامی حکومت قائم ہوئی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ اب کوئی ہجرت نہیں[۳] کیونکہ ہجرت تکلیف اُٹھانے کے لئے تھی اور چونکہ اسلامی حکومت کے قیام کے بعد قربانیوں کا کوئی موقع نہیں تھا اس لئے

آپ نے فرمادیا کہ اب کوئی ہجرت نہیں۔ جو باہر آرام اور سہولت سے رہتے ہوں، ان کے کام چلتے ہوں، انہیں ملازمتیں حاصل ہوں، ان کی تجارتیں اعلیٰ پیمانہ پر ہوں اور ہر طرح کی فارغ البالی اور اطمینان انہیں نصیب ہو مگر پھر بھی وہ اپنے آرام و آسائش کو قربان کر کے محض خدا اور اس کے رسول کی رضا مندی کے لئے قادیان آکر رہائش اختیار کرلیں اور کہیں کہ ہم اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کرتے ہیں۔ روپیہ ہمارے پاس کافی ہے۔ جائداد ہمارے پاس وافر ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم سے خدا تعالیٰ کے دین کا بھی کوئی کام ہو جائے اور ہم اپنی تمام زندگی اب اشاعتِ اسلام اور اشاعتِ احمدیت کے لئے صرف کر دیں گے۔ یا وہ دوست سچے مہاجر ہیں کہ جن کے پاس مال اور روپیہ تو نہ ہو مگر وہ اپنے جسموں اور وقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی نیّت سے گھر سے نکلیں اور اپنی زندگیوں کو اشاعتِ اسلام و احمدیت کے لئے سلسلہ کی راہ میں اُسی طرح خرچ کریں اور کرنے کے لئے تیار رہیں جس طرح کہ صحابہ نے کیا۔ یہی اصل مہاجر ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا قادیان میں آنا ضروری ہے مگر وہ جو باہر کی مشکلات سے ڈر کر قادیان آتا ہے یا اس لئے آتا ہے کہ باہر اس کا کام نہیں چلتا تھا مگر یہاں احمدیوں کی کثرت کی وجہ سے اُسے اپنی تجارت میں ترقی کی اُمید ہوتی ہے وہ مہاجر نہیں بلکہ وہ بزدل اور بھگوڑا ہے۔ وہ لڑائی کے میدان سے بھاگنے والا انسان ہے۔ اس کے ٹھہرنے کا مقام بھلا قادیان کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیا قادیان بھگوڑوں اور بزدلوں کی رہائش کی جگہ ہے؟ ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب میں چاروں طرف ارتداد کا طوفان پھیل گیا اور صرف تین جگہ اسلامی حکومت رہ گئی باقی تمام مقامات میں بغاوت رونما ہو گئی اور مرتدّین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تو اس وقت بڑی خطرناک جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں سے بعض مسلمان دُشمن کے حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگے اور مدینہ آ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا علم ہؤا تو آپ نے حُکم دیا کہ وہ مدینہ سے چلے جائیں اور یہ اعلان فرمادیا کہ آئندہ ان کو مدینہ میں داخل ہونے کی کبھی اجازت نہ ہوگی۔ حالانکہ وہ میدانِ جنگ سے عارضی طور پر بھاگ کر آئے تھے مستقل طور پر بھاگ کر نہیں آئے تھے مگر باوجود اس کے کہ وہ تھوڑی دیر کے

لئے دشمن کے مقابلہ سے ہٹ کر مدینہ میں آ کر پناہ گزین ہو گئے ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان پر سخت اظہارِ ناراضگی کیا اور فرمایا کہ مدینہ میں صرف ان لوگوں کی جگہ ہے جو یہاں سے نکل کر دنیا کا مقابلہ کریں ۔ ان لوگوں کے لئے جگہ نہیں جو ڈر کر یہاں آ جائیں ۔ پس ایسی ہجرت قطعاً کوئی ہجرت نہیں اور اسی وجہ سے بارہا یہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ اگر کوئی ہجرت کرنا چاہے تو پہلے وہ ہجرت کی مرکز سے اجازت حاصل کرے اور بغیر اجازت حاصل کرنے کے کوئی ہجرت کر کے قادیان آیا تو اُسے واپس جانے پر مجبور کیا جائے گا اور یہ کہ جماعتیں ہمیشہ ایسے ہی آدمیوں کے متعلق ہجرت کی سفارش کیا کریں جو واقع میں اخلاص اور تقویٰ رکھتے ہوں اور خدا اور اس کے رسول کی رضا کے لئے آنا چاہتے ہوں ۔ اپنی دنیوی ضرورتوں کی وجہ سے یہاں نہ آ رہے ہوں مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بیرونی جماعتوں نے بھی اس ضمن میں اپنے فرائض کو بالکل نہیں سمجھا ۔ انہیں جب کسی کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہجرت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو فوراً اس کی سفارش کر دیتی ہیں کہ فلاں بڑا مخلص ہے اس کے گزارہ کی یہاں کوئی صورت نہیں ، اسے قادیان میں آنے کی اجازت دے دی جائے یا فلاں کو احمدیت کی وجہ سے سخت تکلیف ہے ہم بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں کہ اسے قادیان آنے کی اجازت دے دی جائے تا کہ وہ آرام کا سانس لے سکے ۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ دو حکومتوں میں جنگ ہو رہا ہو ، مُلک کی عزت خطرہ میں ہو ، قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہو اور کوئی شخص میدان سے بھاگنا چاہتا ہو تو اس کے متعلق بڑے زور سے سفارش کی جائے کہ یہ شخص میدانِ جنگ سے بھاگنا چاہتا ہے اس کے لئے مرکز میں فوراً جگہ نکالی جائے ۔ کیا انگریزی گورنمنٹ یا دُنیا کی کوئی عقلمند اور دُور اندیش گورنمنٹ ایسا ہی کیا کرتی ہے ۔ کیا تم نے کبھی سُنا ہے کہ میدانِ جنگ سے کوئی برطانوی سپاہی بھاگ آیا ہو اور اسے لنڈن میں شاہی محلات کے قریب جگہ دی گئی ہو ۔ وہاں تو اسے فوراً گولی سے اُڑا دیا جاتا ہے مگر یہاں جماعتیں ہیں کہ سفارش کر رہی ہوتی ہیں کہ فلاں کو قادیان میں بُلا لیا جائے کیونکہ باہر دُشمنوں کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ مَیں حیران ہوں کہ جماعتیں بار بار میرے خطبات سُننے کے باوجود کیوں ایسی جرأت کرتی ہیں اور کس طرح یہ سفارش کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں کہ فلاں سخت مصیبت میں ہے اسے قادیان میں ہجرت کی اجازت

دی جائے ۔ ایسے شخص کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ دُشمنوں کا مقابلہ کرے اور اس وقت تک اپنے مقام کو مت چھوڑے جب تک وہاں احمدیت قائم نہیں ہو جاتی ۔ وہاں تو ایک لڑائی دُشمنوں سے لڑی جا رہی ہوتی ہے ۔ ایک تلوار ہے جو سر پر لٹک رہی ہوتی ہے ۔ احمدیت نرغۂ اعداء میں گِھری ہوئی ہوتی ہے ۔ ایمان اور کفر آپس میں مقابلہ کر رہے ہوتے ہیں مگر جماعتیں لکھ رہی ہوتی ہیں کہ اُسے فوراً ہجرت کی اجازت دینی چاہیئے ۔ حالانکہ جہاں احمدیت کے لئے مُشکلات ہوں وہاں تو ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جگہ سے اس وقت تک ہلے نہیں جب تک احمدیت کی بنیادیں مضبوط طور پر اُس زمین میں گڑ نہ جائیں مگر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ جماعتیں اب تک اپنی ذمّہ داری کو نہیں سمجھیں اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ہم تحقیقات کر کے آپ کے خط کا جواب دیں گے تو وہ لکھتی ہیں تحقیقات بعد میں کر لیں سرِ دست اس کو اجازت دے دیں کیونکہ وہ بہت ہی تکلیف میں ہے ۔ اس سے زیادہ ایک اسلامی اصل کی تضحیک اور کیا ہو سکتی ہے؟ گویا قادیان اسلامی جنگ کا مرکز نہیں بلکہ اسلامی بھگوڑوں کا مرکز ہے ۔ ایسی جماعتیں یقیناً اپنے عمل سے احمدیت کی ہتک کرتی ہیں ، اسلام کی ہتک کرتی ہیں اور سلسلہ کے نظام کی ہتک کرتی ہیں اور ایسے لوگوں کے متعلق یہ کہنا کہ انہیں قادیان میں ہجرت کی اجازت دے دی جائے ۔ یہ ہجرت کی انتہائی ہتک ہے ۔ اگر کسی جگہ بعض لوگوں کو احمدیت کی وجہ سے مُشکلات درپیش ہوں تو انہیں اس وقت تک اپنے مقام سے نہیں ہلنا چاہیئے جب تک وہ مخالفت احمدیت کے لئے امن کی صورت میں تبدیل نہیں ہو جاتی ۔ اگر اس طریق پر سختی سے عمل کیا جائے تو یقیناً امن قائم ہو جانے کے بعد وہی لوگ ہجرت کی خواہش رکھیں گے جو سچے دل سے دین کی خدمت کرنے کی تڑپ رکھتے ہوں گے مگر اب جو سینکڑوں لوگ مہاجر بن کر قادیان آئے ہوئے ہیں ان کو دیکھو تو وہ کیا دین کی خدمت کر رہے ہیں؟ رات دن لون (نمک) تیل اور ترکاری بیچنے میں مشغول ہیں ۔ اس کے سوا وہ اور کیا کر رہے ہیں مگر کیا اسی کے لئے انہوں نے ہجرت کی تھی؟ اور کیا یہی ہجرت کی غرض اور اس کا مفہوم ہوتا ہے؟ یہی لوگ ہیں جو جماعت کے لئے گلے کا پتھر بنے ہوئے ہیں ، یہی لوگ ہیں جن میں متفنّی پیدا ہوتے ہیں ، یہی لوگ ہیں جن میں سے منافق پیدا ہوتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو احمدیت کو بدنام کرنے کا باعث بنے ہوئے ہیں ۔ نہ عبادات میں چُست ہیں ، نہ چندے

دیتے ہیں، نہ قربانیاں کرتے ہیں، نہ تبلیغ میں حصّہ لیتے ہیں۔ سال میں ایک یا دو دن یوم التبلیغ آتا ہے مگر اس روز بھی انہیں اپنے گھروں اور دکانوں کو چھوڑ کر تبلیغ کے لئے باہر نکلنا موت دکھائی دیتا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم ہجرت کر کے آئے ہیں۔ لعنت ہے ایسی ہجرت پر کہ سال کے ۳۶۰ دنوں میں سے انہیں دو دن بھی تبلیغ کرنے کی توفیق نہیں ملتی اور جب بھی انہیں دین کی خدمت کے لئے بلایا جاتا ہے تو اس کے جواب میں ان کی زبانیں گُنگ ہو جاتی ہیں۔ مجھے ناظر دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ہمیشہ یہ شکایت پہنچتی ہے کہ جب بھی لوگوں کو تبلیغ کے لئے کہا جاتا ہے ایک جماعت جی چُرانے لگ جاتی ہے۔ اِس وقت قادیان کی احمدی آبادی سات ہزار ہے اور اگر صرف مردوں کا حساب کیا جائے تو وہ تین ہزار بنتے ہیں بلکہ مَیں نے ابھی چند دن ہوئے قادیان کی مردم شماری کرائی تو پانچ سال سے اوپر کی عمر کے ۳۳سَو ذکور نکلے۔ اِس میں سے اگر آٹھ سَو ایسے بچے فرض کر لیں جو پانچ سے اٹھارہ سال تک کی عمر کے ہیں اور انہیں اس تعداد میں سے نکال دیا جائے تو بھی اڑھائی ہزار عاقل بالغ مَرد رہ جاتے ہیں۔ اگر یہ اڑھائی ہزار آدمی ۱۵، ۱۵ دن بھی سال میں تبلیغ کے لئے دیں تو قریباً ایک سَو آدمی روزانہ تبلیغ پر رہ سکتے ہیں۔ اب اگر سو گاؤں میں ہر وقت تبلیغ ہو رہی ہو اور ہر وقت ان گاؤں میں ہمارا ایک ایک آدمی بیٹھا انہیں تبلیغ کر رہا ہو تو ایک سال کے اندر ہی عظیم الشان تغیّر پیدا ہو سکتا ہے مگر وہ جو ہجرت کر کے آئے ہیں وہ بتائیں کہ انہوں نے کیا ہجرت کی ہے اور کس چیز کا نام انہوں نے ہجرت رکھا ہوا ہے۔ یہ تو شریعت کی ایک تو اصطلاح کی شدید ہتک ہے کہ کام اپنا کیا جائے اور مفاد ذاتی سوچا جائے مگر نام اس کا ہجرت رکھ لیا جائے۔ آخر تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے دُنیا کے لئے ہجرت کی یا تجارت کے لئے ہجرت کی یا امن تلاش کرنے کے لئے ہجرت کی مگر اُس کا نام انہوں نے دین رکھ لیا ہے اور مُنہ سے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم نے خدا اور اُس کے رسول کے لئے ہجرت کی ہے۔ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ہجرت ان کو کوئی فائدہ دیتی ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں سُرخرو ہو جائیں گے؟ یہ ہجرت تو ایسی ہی ہے جیسے مَیں جب طالبعلم تھا اور سکول میں پڑھا کرتا تھا تو مَیں نے ایک طالبعلم کو ایک دفعہ دیکھا کہ وہ بڑے زور شور سے ریوڑیاں کھا رہا ہے۔ ریوڑیاں تو لوگ کھایا ہی کرتے ہیں مگر اُس کے کھانے کا طریق ایسا تھا جس میں شدید حرص پائی

جاتی تھی ۔مَیں نے انہیں کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ کے دل میں ریوڑیوں کی بہت زیادہ خواہش پائی جاتی ہے۔ وہ کہنے لگے ہاں ! خواہش کیوں نہ ہومَیں نے سُنا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ریوڑیوں کو بہت پسند فرمایا کرتے ہیں ۔مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کونین کو بھی کھایا کرتے ہیں، ایسٹرن سیرپ بھی پیا کرتے ہیں اور چرائتہ وغیرہ کے مرکبات بھی استعمال کرلیا کرتے ہیں۔ آپ وہ کیوں نہیں کھاتے ؟ وہ کہنے لگے یہ چیزیں تو کڑوی ہوئیں مَیں نے کہا بس ٹھیک ہے۔ آپ کی مثال تو وہی ہوئی کہ کڑوا کڑوا تھُو اور میٹھا میٹھا ہپ ۔ یہی ان لوگوں کی ہجرت کا معاملہ ہے۔ یہ ظاہری طور پر نقل مکانی کر لیتے ہیں اور اس سے ذاتی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن جب قربانی اور ایثار اور تبلیغ کا سوال پیدا ہوتو عُذر تراشنے لگ جاتے ہیں اور باوجود اس کے فخر سے اپنے آپ کو مہاجر قرار دیتے ہیں ۔ اگر وہ کہتے کہ ہم دُنیا کمانے کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں، ہم اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں روٹی ملے اور ہمارے روزگار میں ترقی ہوتو ہم ان پر کبھی اعتراض نہ کرتے ۔ ہم کہتے جو کچھ یہ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں ۔ان کا عمل بالکل قول کے مطابق ہے مگر ہمیں ان پر اگر گلہ ہے تو یہ کہ وہ اپنے ترکِ وطن کا نام ہجرت رکھتے ہیں اور کام وہ کرتے ہیں جو ہجرت کے مخالف ہے ۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو توجّہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارے میں اپنی ذمّہ داری کو سمجھیں ۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ آئندہ کسی کو ہجرت کی اجازت نہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ جماعت کے دوستوں کو بے شک ہجرت کی تحریک کریں مگر ہجرت کے اصول کو بھی مدّ نظر رکھیں ۔ جو شخص صحیح طور پر ہجرت کر کے یہاں آنا چاہے ہم اس کے راستہ میں ہرگز روک نہیں بنیں گے بلکہ ہم تو اس کی مدد کرنے کے لئے بھی تیار ہیں اور جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک حد تک مستحق مہاجرین کی مدد کیا کریں ۔ چنانچہ صحابہؓ جب ہجرت کر کے مدینہ گئے تو انصار نے اپنی جائدادوں میں سے ان کے لئے ایک حصّہ الگ کر دیا اور اپنے کھانے پینے میں ان کو شریک کر لیا ۔ پھر جب مہاجرین کے لئے اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کر دیئے تو اس طریق کو منسوخ کر دیا گیا اور مَیں سمجھتا ہوں یہی حق ہر سچے مہاجر کا ہے ۔ بشرطیکہ اس کی ہجرت خدا کے لئے ہو، اس کی ہجرت رسول کے لئے ہو، اس کی ہجرت دُنیا کے لئے یا آرام طلبی کے لئے نہ ہو مگر اب جو ہجرت کے نام سے

قادیان آئے ہوتے ہیں وہ سب سے زیادہ یہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ ہمیں کوئی پوچھتا نہیں مگر سوال یہ ہے کہ تمہیں کیوں پوچھا جائے۔ تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے ہجرت کی کیوں؟ اور تمہاری ہجرت کے معنے کیا ہیں؟ آخر کہاں سے ہمارا فرض آ گیا کہ ہم ان لوگوں کے لئے قربانیاں کریں جو بھگوڑے ہوں اور دُشمن کے مقابلہ سے بھاگ کر آ گئے ہوں۔ ایسے لوگوں کی مدد کرنے کا اگر خدا اور اس کے رسول نے کہیں حُکم دیا ہو تو وہ حُکم ہمیں دکھاؤ مگر جہاں تک مَیں نے قرآن اور احادیث کو دیکھا ہے مجھے یہی نظر آیا ہے کہ بجائے اس کے کہ ایسے لوگوں کی مدد کی تحریک کی جاتی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حُکم دیا ہے کہ اگر تم ایسے لوگوں کو پاؤ تو فوراً انہیں اپنے اِرد گرد سے دور پھینکو کیونکہ وہ منافق ہیں اور اپنی عملی حالت سے اسلام کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کی مدد کرنا تو اسلام اور احمدیت پر سخت ظلم کرنا ہے۔ پھر کئی لوگوں کو مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ قادیان آتے ہیں، اپنے بیوی بچوں کو یہاں چھوڑ جاتے ہیں اور خود کہیں باہر بھاگ جاتے ہیں۔ اب ان کے بیوی بچوں کے مجھے رُقعوں پر رُقعے آنے لگ جاتے ہیں کہ ہماری مدد کی جائے اور ہمارا کوئی وظیفہ مقرر کیا جائے۔ مَیں ہمیشہ ان سے کہا کرتا ہوں کہ تمہاری وہ جائداد کہاں گئی جس کے بھروسہ پر تم قادیان آئے تھے اور اگر تمہارے گزارہ کا کوئی سامان نہ تھا تو تم قادیان کیوں آ گئے اور اب تمہارے لئے وظیفہ کیوں مقرر کیا جائے؟ اگر اس قسم کے لوگوں کے لئے وظائف مقرر کئے جائیں تو دس دن کے اندر ہی اندر سلسلہ کے تمام کام بند ہو جائیں کیونکہ جس دن انہیں پتہ لگے گا کہ اس طرح بے کاروں، ناداروں اور بھگوڑوں کے لئے وظائف مقرر کئے جانے لگے ہیں تو سینکڑوں بے کار اور اخلاق میں گرے ہوئے لوگ قادیان آ جائیں گے اور سب اپنے لئے وظائف کی درخواستیں دے دیں گے اور جب ان کو وظیفہ دے دیا گیا تو باقی کام کس طرح چل سکتے ہیں۔ پس اصولی طور پر علاج یہی ہے کہ ایسے آدمی کو آتے ہی قادیان سے رخصت کر دیا جائے۔ ہمیں یہ تو منظور ہے کہ ہم ایسے آدمی کو واپسی کا کرایہ اپنی گرہ سے دے دیں مگر ہم ایسے آدمی کو قادیان میں ایک دن رہنے کی بھی اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ وہ سلسلہ پر ایک ایسا بوجھ ڈالتے ہیں جو بالکل ناواجب ہوتا ہے اور چونکہ نہ تو بیرونی جماعتیں اس طرف صحیح طور پر توجہ کرتی ہیں اور نہ یہاں کے محلّوں کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری

ایسے لوگوں کی کڑی نگرانی کرتے ہیں۔ اس لئے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی طرف سے وظائف مقرر کئے جانے کے متعلق دھڑا دھڑ درخواستیں موصول ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور اگر ہم یہ وظائف جاری کر دیں جیسا کہ بعض نادان اس قسم کے وظائف جاری کرنے کا نام ہی قومی خدمت رکھتے ہیں تو سال بھر میں ایک ہزار فیملی قادیان آ کر بس جائے اور نتیجہ یہ ہو کہ تمام تبلیغ بند ہو جائے، مدرسے بند ہو جائیں، اخبارات اور رسالے بند ہو جائیں، دفاتر بند ہو جائیں اور جب کوئی پوچھے کہ کیا ہؤا؟ نہ سکول جاری ہیں، نہ اخبارات نکلتے ہیں، نہ دفاتر کھلتے ہیں، نہ تبلیغ ہوتی ہے، نہ کسی سرگرمی اور عملی روح کا اظہار ہوتا ہے تو کہا جائے کہ ہم بڑی قومی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک ہزار نادار مفلس اور قلّاش لوگوں کے لئے جو روحانی جنگ کے میدان سے بھاگ کر قادیان آئے تھے وظیفے مقرر کر دیئے ہیں اور وہ سب اپنے اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھ کر دن رات روٹیاں توڑتے رہتے ہیں۔ کیا دُنیا کا کوئی بھی شخص ہوگا جو یہ بات سُن کر ہماری تعریف کرے؟ وہ تو یہ سُنتے ہی کہہ دے گا کہ تم پاگل ہوگئے ہو اور تمہارے علاج کی یہی صورت ہے کہ تمہیں کسی پاگل خانہ میں بھیج دیا جائے۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ یہاں کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری بھی ہمیشہ ایسے موقعوں پر سفارش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا فرض ہے کہ جب بھی انہیں کسی ایسے آدمی کا علم ہو اُسے پکڑ کر ہمارے پاس اس کی رپورٹ کریں اور اسے جلد سے جلد یہاں سے نکالیں کیونکہ وہ دھوکا کے طور پر یہاں آ گیا ہے اور ہجرت کے بہانہ سے وہ یہاں کے لوگوں پر اور خود سلسلہ پر ایک بار بننا چاہتا ہے۔ پس ان لوگوں کے لئے ہجرت نہیں بلکہ ہجرت ان مخلصین کے لئے ہے جو باہر دُشمنوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرتے ہیں، جو احمدیت کے فدائی ہیں، جن کے باہر مکان بھی ہیں، زمینیں بھی ہیں، جائداد بھی ہے یا اگر یہ نہیں تو وہ اپنے جسم کو سلسلہ کی خدمات میں لگانے کی خواہش رکھتے ہیں اور عملاً دین کے سپاہی ہیں اور ان کے اوقات، ان کے اوقات نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے اوقات ہیں، سلسلہ کے اوقات ہیں۔ ایسے لوگ اگر قادیان آ جائیں تو یقیناً اس میں سلسلہ کا فائدہ ہے کیونکہ ہم انہیں کہہ دیں گے کہ جب تم خدمتِ دین کے لئے ہی قادیان آئے تھے تو جاؤ اور فلاں گاؤں میں بیٹھ کر دین کی خدمت کرو، تمہاری ہجرت کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ جیسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کو بعض دفعہ تبلیغ

کے لئے اور بعض دفعہ لڑائی کے لئے اِدھر اُدھر بھیج دیتے اور مہاجر نہایت خوشی کے ساتھ وہاں چلے جاتے مگر وہ جو دکان کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں ان کو جب کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ تبلیغ کے لئے جاؤ تو وہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہم کس طرح جائیں ہماری تو دکان کا نقصان ہوگا۔ پس ان کی ہجرت کوئی ہجرت نہیں اور نہ ایسے مہاجرین کی ہمیں کوئی ضرورت ہے۔ ہمیں ایسے ہی مہاجرین درکار ہیں جو خدا اور اُس کے رسول کے لئے آئیں اور جب بھی ان کے کانوں میں یہ آواز پڑے کہ دین کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو وہ اپنے تمام کام چھوڑ کر کھڑے ہو جائیں اور خدا اَور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہیں اور مَیں جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایسے ہی لوگوں کو ہجرت کرنے کی تحریک کریں۔ اگر ایسے لوگ قادیان آ جائیں تو عارضی طور پر ہم ان کی مدد کرنے کے لئے بھی تیار ہیں جیسے اگر ان کے باہر مکان ہوں یا اور کوئی جائداد ہو جس کا فوری طور پر فروخت ہونا مُشکل ہو تو ہم ایسا انتظام کر سکتے ہیں کہ انہیں کچھ قرضہ دے دیں اور اس طرح ان کے مکان کی تعمیر کرا دیں اور جب ان کی باہر کی جائداد فروخت ہو جائے تو وہ بیچ کر ہمارا روپیہ ہمیں واپس دے دیں۔ پس اگر ایسے لوگ آئیں تو ہم حتّی الْمقدور اُن کی مدد بھی کر سکتے ہیں اور درحقیقت یہی لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں قادیان میں رکھا جائے اور جو آبادی ان لوگوں سے بڑھے گی وہی اصل اور نیک آبادی ہوگی مگر وہ جو اب قادیان آ چکے ہیں مَیں ان سے بھی کہتا ہوں کہ تمہیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم اپنی نیّتوں کو بدل لو اور اپنی پہلی فاسد نیّتوں کو تبدیل کرتے ہوئے عہد کر لو کہ آئندہ کے لئے تم خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے قادیان میں رہو گے فتنوں سے ہمیشہ بچتے رہو گے اور دین کے لئے جب بھی قُربانی کی آواز تمہارے کانوں میں پڑے گی تم اُس آواز پر فوراً لبّیک کہو گے اور تمہیں جہاں کہیں بھی تبلیغ کے لئے جانا پڑے گا تم اپنا سَو حرج کر کے بھی وہاں پہنچو گے۔ تو یقیناً تم دیکھو گے کہ تم پر وہ فضل نازل ہونے شروع ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہاجرین پر نازل ہؤا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک منافق طبع شخص تھا اُسے ایک دفعہ خیال آیا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے بڑے عابد، زاہد مشہور ہو جاتے ہیں اور دُنیا ان کی عزت کرتی ہے۔ آؤ مَیں بھی عبادت کروں تا کہ لوگ میری عزت کریں اَور وہ مجھے بڑا معزز اور

خدا رسیدہ انسان سمجھیں۔ چنانچہ وہ مسجد میں بیٹھ گیا اور لگا تسبیحیں پھیرنے اور نفل پڑھنے اور خشوع وخضوع ظاہر کرنے اور ذکرِ الٰہی کرنے اور یہ امید رکھنے کہ اب لوگ میری تعریفیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ بڑا نیک اور پاک انسان ہے۔ سات سال تک وہ ایسا ہی کرتا رہا مگر لوگ جہاں اسے دیکھتے کہتے یہ بڑا منافق ہے، اس کا ہر کام ریاء کے لئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس کے مدِّ نظر نہیں۔ بچے تک اسے دیکھتے تو کہتے کہ یہ بڑا دھوکے باز ہے۔ سب کام منافقت سے کرتا ہے۔ ایسے دھوکے باز بعض دفعہ لوگوں میں مقبول بھی ہو جاتے ہیں اور گو خدائی فضل ان پر نازل نہیں ہوتے مگر بندوں میں ایک حد تک انہیں شُہرت حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی نگاہ تو انسان کے قلب کی گہرائیوں تک پہنچ جاتی ہے مگر انسان دوسرے انسان کے اندرونی حالات سے ناواقف ہوتا ہے اس لئے ایسے دھوکا باز بعض دفعہ لوگوں میں مقبولیت حاصل کر لیتے ہیں اور لوگ انہیں اپنے سر آنکھوں پر بٹھا لیتے ہیں مگر اس پر چونکہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرنا چاہتا تھا اور اسے منافقت سے نکال کر حقیقی ایمان نصیب کرنا چاہتا تھا اس لئے اس کی مقبولیت نہ ہوئی بلکہ اُلٹا لوگ اس کے متعلق یہی کہنے لگے کہ وہ بڑا منافق ہے۔ ایک دفعہ وہ پاخانہ پھرنے جا رہا تھا کہ راستہ میں چند بچے اس نے کھیلتے ہوئے دیکھے۔ بچّوں نے جونہی اسے دیکھا آپس میں ایک دوسرے سے کہنا شروع کر دیا کہ یہ بڑا منافق ہے ہر وقت لوگوں کے دکھاوے کے لئے نیکی کا کام کرتا ہے۔ بچّوں کی نظریں بھی وسیع ہوتی ہے اور وہ بات کو فوراً تاڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے ایک دفعہ یورپ کے ایک مشہور ہتھکنڈے دکھانے والے کی کتاب پڑھی وہ ایک مشہور پروفیسر ہے۔ اس کتاب میں وہ لکھتا ہے کہ ہمیں سب سے زیادہ خطرہ بچّوں کے سامنے تماشہ کرتے وقت ہوتا ہے کیونکہ بڑے بڑے پروفیسروں، وزیروں اور امیروں کو تو ہم جھٹ دھوکا دے لیتے ہیں مگر بچے ہماری کوئی چالاکی چلنے نہیں دیتے اور وہ ہمارا ہاتھ پکڑ کر کہہ دیتے ہیں کہ تم نے یوں کیا تھا۔ بچّہ چونکہ تکلفات سے بالا ہوتا ہے اس لئے وہ حرکتوں کو خوب پہچان جاتا ہے اس موقع پر بھی بچّوں نے اس کے متعلق ایک دوسرے سے کہا کہ یہ بڑا منافق ہے، اس نے جب یہ بات سُنی تو اس کے دل میں سخت ندامت پیدا ہوئی اور اس نے خیال کیا کہ مَیں نے اپنی عمر کے سات سال یونہی ضائع کر دیئے اور مجھے نہ تو خدا مِلا اور نہ ہی دُنیا ملی۔

آ ؤاب مَیں خالص خدا کے لئے عبادت کروں۔ اگر دُنیا مجھے نہیں ملتی تو بے شک نہ ملے مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ مَیں اپنے ربّ کو راضی کرنے کی اب سچے دل سے کوشش کروں گا۔ چنانچہ اس نے پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو کر وضو کیا اور جنگل میں ایک طرف سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنی شروع کر دی کہ خدایا اب میں بندوں کی واہ واہ کی کبھی خواہش نہیں کروں گا۔ مَیں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ مَیں صرف تیری رضا کے لئے ہی عبادت کیا کروں گا۔ پس تو مجھ سے راضی ہو جا۔ اگر بندے مجھے بُرا بھلا کہتے ہیں تو بے شک کہیں مجھے ان کی پرواہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ یہ دُعا کی تھی کہ معاً نیّت کے بدلتے ہی اس کے اعمال اور اس کی حرکات اور سکنات میں بھی تبدیلی آ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس نے لوگوں میں یہ چرچا پایا کہ ہم نے اس شخص پر خواہ مخواہ اتنا عرصہ بدظنی کی ہے۔ یہ آدمی تو واقع میں نیک اور خدا رسیدہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ باتیں سُن کر اس کے نفس میں بہت ہی شرمندگی پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ اگر مَیں خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے سات سال عبادت کرتا تو آج تک خدا تعالیٰ کے حضور میں مجھے کتنا قُرب حاصل ہو چُکا ہوتا۔ مَیں نے تو اتنے سال فضول ضائع کر دیئے۔ تو خدا تعالیٰ کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہے اور ہر شخص پر وہ رحم کرنے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ کوئی شخص رحم کا طالب بن کر اس کے دربار میں حاضر ہو۔ پس تم میں سے وہ لوگ جو دُنیا کے لئے یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں اور جو یہاں بیٹھ کر محض روٹی کما رہے ہیں دین کا کوئی کام نہیں کر رہے۔ مَیں ان سے کہتا ہوں کہ ان کے لئے بھی مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ اپنے دلوں کی اصلاح کر لیں اور سچی توبہ اللہ تعالیٰ کے حضور کریں تو آج سے ہی وہ حقیقی مہاجر بن سکتے ہیں بلکہ ممکن ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑائیں اور روئیں تو خدا تعالیٰ کے رجسٹر میں وہ اسی دن سے مہاجر لکھے جائیں جس دن سے وہ قادیان میں آئے ہیں۔

پس آج مَیں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ ہجرت کے مسئلہ کی اہمیت کو پوری طرح سمجھا جائے اور ایسے ہی لوگوں کو ہجرت کے طور پر قادیان آنے کے لئے بھیجا جائے جو ہجرت کے اصول کے مطابق آنے کے لئے تیار ہوں اور جیسا کہ مَیں کہہ چُکا ہوں اگر ایسے لوگ ہجرت

کر کے آئیں تو ہم اس وقت تک ان کی امداد کرنے کے لئے بھی تیار ہیں جب تک کہ عارضی دقتیں ان کے راستہ سے دور نہ ہو جائیں اور یہ ہجرت کا معاملہ میری تحریک جدید کے مطالبات میں شامل ہے۔ چنانچہ مَیں نے جماعت سے جو مطالبات کئے ہیں ان میں سے ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ لوگ یہاں رہائش کے لئے مکان بنائیں اور اسی جگہ رہائش اختیار کریں۔ بعض لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ اِدھر تو آپ نے یہ کہا کہ قادیان میں رہائش اختیار کرو اور اُدھر ہجرت پر پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ مَیں نے اس خطبہ میں اسی اعتراض کا جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ مَیں ہجرت کا مخالف نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ زور کے ساتھ اس بات کی تحریک کرتا ہوں کہ قادیان میں اپنے مکان بناؤ اور یہیں کی رہائش اختیار کرو مگر مَیں کہتا ہوں محض خدا اور اس کے رسول کی رضا کے لئے آؤ، نفسانی اغراض اَور دُنیوی لالچوں کے لئے یہاں مت آؤ۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے لئے یہاں آ کر مکان بناؤ گے تو تم کو بھی فائدہ ہوگا اور دین کو بھی فائدہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی محبت کو ضائع نہیں کرتا اور نہ اس کی خاطر قربانی کرنے والے ردّ کئے جاتے ہیں۔ ایسا شخص اگر جنگل میں بھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا اور لوگ آپ ہی آپ اس کی طرف کھنچے چلے جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی دیکھو، آپ ایک گوشہ میں پڑے ہوئے تھے اور آپ نہیں چاہتے تھے کہ خلوت میں سے نکل کر جلوت میں آئیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا اور کہا فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ[۴] کہ اے شخص اب وہ وقت آ گیا ہے کہ خدا تیری نصرت کرے اور تیرے نام کو دُنیا میں پھیلائے۔ پس اب تو گوشے میں نہیں بیٹھ سکتا بلکہ اب تجھے نکلنا پڑے گا اور لوگوں کے سامنے ظاہر ہونا پڑے گا۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جائے خدا تعالیٰ خود اس کا حافظ و ناصر ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کرو اور یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے ہجرت کرتا ہے اُسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ وہ قادیان میں رہے تب بھی اس کی ترقی ہوگی اور اگر وہ شیروں کی کچھار میں رہے تب بھی خدا اس کی حفاظت کرے گا۔ ہاں یہ بالکل ممکن ہے کہ شیر اس کے جسم کو پھاڑ دیں مگر اس طرح پھاڑے جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کا جسم بے شک پھاڑا جائے گا مگر اس کی روح اللہ تعالیٰ کے ابدی انعامات کی وارث ہو جائے گی۔ پس ایسے شخص کے لئے اگر

موت مقدر ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کو یا اس کی اولاد کی اولاد کو اپنے دُنیوی انعامات سے محروم نہیں رکھے گا اور آخرت میں جو اسے انعامات ملیں گے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

پس آج میں تحریک جدید کے اس حصّہ کو پھر دُہراتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ہر کام میں عقل سے کام لو۔ دیکھو ہماری شریعت نے نماز کا حُکم دیا ہے مگر بعض دفعہ نماز پڑھنی بھی منع ہے۔ ہماری شریعت نے روزے رکھنے کا حُکم دیا ہے مگر بعض دفعہ روزہ رکھنا بھی منع ہے۔ اسی طرح مَیں کہتا ہوں تم بے شک ہجرت کرو بلکہ پہلے سے زیادہ زور کے ساتھ مَیں تحریک کرتا ہوں کہ تم ہجرت کر کے یہاں آؤ مگر مَیں کہتا ہوں وہ ہجرت کرو جو خدا اور اُس کے رسول کے لئے ہو، وہ ہجرت کرو جس میں یہ عہد مصمّم ہو کہ ہم دین کی خدمت کریں گے اور اپنی عمر میں سے ایک کافی حصّہ خدمتِ خلق اور خدمتِ اسلام کے لئے خرچ کریں گے۔ میرے پاس شکایت کی گئی ہے کہ جب بعض لوگوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں گاؤں میں جا کر بیٹھ رہو اور تبلیغ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم وہاں نہیں جاسکتے، ہمیں وہاں تکلیف ہوگی یا ہمارے کاروبار کو نقصان ہوگا۔ حالانکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن صحابہ نے مدینہ میں ہجرتیں کی تھیں وہ سارے مدینہ میں نہیں رہتے تھے بلکہ اردگرد کے گاؤں میں بھی رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی مدینہ میں نہیں رہتے تھے بلکہ مدینہ سے قریب ایک گاؤں تھا جہاں وہ رہتے تھے مگر یہاں کے لوگ تو بھینی اور ننگل کا نام سُن کر کانپ اُٹھتے ہیں۔ حالانکہ اگر انسان خدا تعالیٰ کو روزی رساں سمجھے تو اس قسم کے وساوس اس کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہیں کر سکتے۔

پس ان معمولی معمولی باتوں کی طرف مت دیکھو بلکہ جب بھی تمہیں کہا جائے کہ تم تبلیغ کے لئے باہر جاؤ تو فوراً نکل کھڑے ہو اور وہیں اپنا کام کرو اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے، دین کا بھی فائدہ ہے اور لوگوں کا بھی فائدہ ہے۔

(۳)

اسی سلسلہ میں مَیں آج یہ بھی اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ وقفِ زندگی کے متعلق مَیں نے اپنی جماعت کے نوجوانوں سے جو یہ مطالبہ کیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ اس کے ماتحت

بہت سی درخواستیں مولوی فاضلوں اور گریجوایٹوں کی آ رہی ہیں مگر ابھی اور بھی بہت سے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔اس لئے جو دوست مولوی فاضل یا گریجوایٹ ہوں اور وہ بلا شرط اپنی تمام زندگی خدمتِ اسلام اور خدمتِ احمدیت کے لئے وقف کرنے کی خواہش رکھتے ہوں، وہ اپنے نام جلد سے جلد پیش کریں۔ درخواستوں کی ایک کافی تعداد جب ہمارے پاس پہنچ جائے گی تو اس کے بعد اُن میں سے مناسب نوجوانوں کا انتخاب کیا جائے گا لیکن اس دوران میں ایک اور تجویز میرے ذہن میں آئی ہے اور مَیں اُس کا بھی آج اعلان کر دینا چاہتا ہوں اور وہ تجویز یہ ہے کہ ان مولوی فاضلوں اور گریجوایٹوں کے علاوہ چند ایسے آدمیوں کی بھی ضرورت ہے جو عمر کے لحاظ سے بیس سے چالیس سال تک کے ہوں۔ مڈل پاس ہوں اور شادی شُدہ ہوں یا اُن کی شادی کی کہیں تجویز ہو چکی ہو اور چھ ماہ یا سال میں ان کی شادی ہو جانے والی ہو یہ جو واقفینِ زندگی ہوں گے ان کو گاؤں میں رکھا جائے گا۔ پس یہ ایسے ہی آدمی ہونے چاہئیں جو محنت کرنے اور ہاتھ سے کام کرانے کے لئے تیار ہوں۔ ان سے کام زیادہ تر مدرّسی کا لیا جائے گا لیکن ان کو جو ٹریننگ اور تربیت دی جائے گی اُس میں زراعت کا سب قسم کا کام جیسے ہل چلانا، نلائی کرنی، فصل کاٹنی نیز اس کے علاوہ لوہارہ اور بڑھئی کا کام بھی ان کو سکھایا جائے گا اور جب ٹریننگ کے بعد ان کو کہیں کام پر مقرر کیا جائے گا تو اس وقت بھی یہ کام بدستور جاری رہیں گے اور بعد میں بھی ہل چلانے کا کام اور لوہارے اور ترکھانے کا کام ان کے ساتھ لگا رہے گا۔ فی الحال ایسے چھ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہماری جماعت میں بہت سے دوست ایسے ہیں جو مجھے لکھتے رہتے ہیں کہ ہم زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہماری تعلیم مڈل یا انٹرنس تک ہے مگر ہمیں بھی دین کی خدمت کا شوق ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اگر خدمتِ دین کا کوئی موقع ہو تو ہمیں اس سے محروم نہ رکھا جائے۔ ایسے لوگوں کے لئے اب موقع ہے کہ وہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ چاہے وہ مڈل پاس ہوں اور چاہے انٹرنس پاس دونوں صورتوں میں وہ اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں مگر کم سے کم انہیں مڈل پاس ضرور ہونا چاہئے کیونکہ اُن کا ایک کام مدرّسی بھی ہوگا۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تجویز کے مطابق ایک ایسی سکیم سوچ لی ہے کہ اگر وہ کامیاب ہوگئی تو ہم بہت قلیل عرصہ میں تعلیم و تربیت کا ایک وسیع جال دُنیا میں پھیلا سکتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو تحریک جدید کے ماتحت ہی ٹریننگ دی جائے گی اور تحریک جدید کے ماتحت ہی انہیں تعلیم دی جائے گی اور جب وہ ٹریننگ حاصل کر لیں گے تو انہیں مختلف گاؤں میں مقرر کر دیا جائے گا۔ اُن کے وہاں کیا کام ہوں گے؟ یہ بعد میں بتایا جائے گا۔ سرِ دست مَیں اسی قدر بتا سکتا ہوں کہ اُن سے زیادہ تر ایسا کام لیا جائے گا جو ہاتھ سے کرنے والا ہوگا کیونکہ گاؤں میں ایسے لوگ کبھی مُفید نہیں ہو سکتے جو صرف کتابی حد تک اپنی کوششوں کو محدود رکھنے والے ہوں بلکہ کتابی حد تک کام کرنے والے بالعموم گاؤں والوں کے کیریکٹر کو بگاڑ دیتے ہیں۔ گاؤں والوں کی ترقی اس شخص کے ذریعہ ہو سکتی ہے جو انہی میں سے ہو ان کے ساتھ مل کر ہل چلائے، ان کے ساتھ مل کر بڑھئی کا کام کرے اور اُن کے ساتھ مل کر لوہارہ کا کام کرے اور پھر اس کے ساتھ ہی انہیں تعلیم بھی دیتا چلا جائے اور انہیں تبلیغ بھی کرتا چلا جائے۔ جب تک گاؤں والوں کے سامنے اس رنگ میں کام نہ کیا جائے اُس وقت تک نہ صرف ان کی ترقی نہیں ہو سکتی بلکہ اُن میں پَستی رونما ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے مثلاً مدرسہ لگا ہوا ور اُستاد کے مُنہ میں حقّہ کی نال ہو اور وہ بیٹھا گپیں ہانکتا چلا جا رہا ہو تو ایسے شخص کے نمونہ کو دیکھ کر لوگوں نے کیا ترقی کرنی ہے۔ وہ تو اُس کے بُرے نمونہ کو دیکھ کر اپنی اچھی عادتوں کو بھی ترک کر دیں گے لیکن اگر یہ اُن کے ساتھ ہی ہل چلا رہا ہو اور ساتھ ہی یہ بتاتا جاتا ہو کہ تمہارے بیج میں یہ نقص ہے مگر میرے بیج میں یہ خوبی ہے یا میرا ہل اچھا ہے اور تمہارے ہل میں وہ نقص ہے۔ تو یہ مدرّس پہلے مدرّس سے زیادہ مُفید اور زیادہ نفع بخش ثابت ہوگا۔ پس میری اِس تحریک پر جو لوگ اپنے آپ کو پیش کرنے والے ہوں وہ بیس سے چالیس سال تک کی عمر کے ہوں، ہاتھ سے کام کرنے والے ہوں اور محنت کے لئے تیار ہوں ہم ایسے لوگوں کو گزارہ بھی اسی صورت میں دیں گے یعنی ہم روپیہ کی صورت میں انہیں تنخواہ نہیں دیں گے بلکہ کام کی صورت میں دیں گے تاکہ وہ گاؤں والوں کے لئے نیک نمونہ بنیں اور ان کی ترقی اور اقبال مندی کا موجب ہوں۔ اسی طرح ان کے ذریعہ گاؤں والوں کو اصلاحِ دیہات کے طریق بتاتے جائیں گے۔ کئی پیشے سکھائے جائیں گے اور کئی ترقی کی تدابیر بتائی جائیں گی۔ غرض یہ گاؤں میں اس طرح رہیں گے جس طرح باپ اپنے بچوں میں رہتا ہے اور یہ اپنا بھی گزارہ کریں گے اور دوسروں کو بھی ایسے پیشے

سکھائیں گے جن کے ذریعہ وہ روزی کما سکیں گے۔ گویا یہ زمینداروں کے لڑکوں کو صرف کتابی تعلیم دے کر آرام طلب نہیں بنائیں گے بلکہ انہیں زیادہ محنتی زیادہ کمانے والا اور زیادہ ہوشیار بنائیں گے۔ یہ سکیم اگر کامیاب ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے قدم دیہات میں نہایت مضبوط ہو جائیں گے۔ اب تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گاؤں میں بعض احمدی ہوتے ہیں تو چونکہ وہ اسلام کی تعلیم سے ناواقف رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کے دلوں پر زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ پھر احمدیت سے ارتداد اختیار کر لیتے ہیں بے شک جو مخلص ہوں وہ اپنے اخلاص میں ترقی کرتے رہتے ہیں مگر اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ ایک حصّہ ایسے کمزوروں کا بھی ہوتا ہے اور وہ بجائے ترقی کرنے کے تنزّل میں گر جاتے ہیں ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہوتی ہے جیسے درختوں پر جب آم کا بُور لگتا ہے تو اس کا اکثر حصّہ آندھیوں اور بارشوں کی وجہ سے گر کر ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح بہت سے آدمی احمدی ہوتے ہیں مگر پھر مناسب ماحول نہ ملنے کی وجہ سے گر جاتے ہیں کیونکہ وہ بُور کی طرز پر ہوتے ہیں اور جس طرح بُور کا ایک حصّہ آندھیوں وغیرہ کی وجہ سے گر جاتا ہے اسی طرح وہ بھی پکنے نہیں پاتے اور گر جاتے ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ اس سکیم کے ذریعہ ایسا سامان ہو جائے کہ بُور کا کوئی حصّہ ضائع نہ ہو اور سب پکّے ہوئے پھل کی شکل اختیار کر لے مگر یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی جگہ ایسی نہ رہے جہاں احمدیت کا مرکز نہ ہو بلکہ ہر جگہ ایسے تعلیم یافتہ لوگ موجود ہوں جو اپنی روزی بھی کمائیں اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کو تعلیم بھی دیتے چلے جائیں اس غرض کے لئے پہلی جماعت چھ آدمیوں پر مشتمل ہوگی پس وہ دوست جو اس تحریک میں حصّہ لینا چاہتے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ اپنی زندگی وقف کریں اور اپنے نام میرے سامنے پیش کریں اور یاد رکھیں کہ مُنہ سے خدمت کرنے کا دعویٰ کرنا اور عملی رنگ میں کوئی کام کرنا ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے مُنہ سے دعویٰ کرنا آسان ہوتا ہے لیکن عمل کرنا مُشکل ہوتا ہے اور درحقیقت عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ میں اس طرح ان لوگوں کی خواہشات کو بھی ایک حد تک پورا کر سکوں گا جو کہتے رہتے ہیں کہ مولوی فاضلوں اور گریجوایٹوں کے لئے تو خدمتِ دین کا موقع نکالا جاتا ہے مگر ہم جو کم تعلیم یافتہ ہیں ہمارے لئے کیوں کوئی راستہ

نہیں نکالا جاتا۔ اگر یہ سکیم کامیاب ہوگئی تو مَیں سمجھتا ہوں کہ تربیت کے لحاظ سے جماعت میں ایک تغیّر پیدا ہوجائے گا۔ باقی کام تو سب اللہ تعالیٰ نے کرنے ہیں۔ہم ہزاروں کام کرتے ہیں مگر اپنی سُستی اور غفلت کی وجہ سے ان کے نیک نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔ پس یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوسکتا ہے اور مَیں اس سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اس سکیم کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہر گاؤں میں ہمارا کوئی نہ کوئی مبلّغ کام کررہا ہو اور اس کے فضل ہم پر نازل ہوں اور اس سکیم میں ہماری دینی اور دنیوی دونوں قسم کی بہتری کے سامان پوشیدہ ہوں۔''

(الفضل ۲۴؍دسمبر ۱۹۳۸ء)

۱؎ بخاری کتاب الایمان باب ماجاء انّ الاعمال بِالنّیة (الخ)

۲؎ بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

۳؎ بخاری کتاب الجھاد و السیر باب فضل الجھاد و السیر

۴؎ تذکرہ صفحہ ۶۴۲۔ایڈیشن چہارم